تفسیر الآیات الکونیۃ میں ڈاکٹر زغلول نجار کے منہج واسلوب کا تجزیاتی مطالعہ

The Analytical Study of Dr. Zaghloul Al-Najjar's Methodology and Style in Tafsir Al-Ayat Al-Kawniyyah

Hafiz Zafar Mehmood
PhD Scholar, Department of Quran and Tafsir, AIOU Islamabad
Email: zaffar917@gmail.com
Dr. Mohyuddin Hashimi
Dean, Faculty of Arabic and Islamic Studies, AIOU Islamabad
Email: mohyuddin.hashmi@aiou.edu.pk

Abstract

This article offers a comprehensive and scholarly exploration of Dr. Zaghlul Najjar's distinctive style and methodology in his exegesis Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyah, which uncovers the profound scientific references embedded within the Holy Quran. Dr. Najjar's stylistic approach is characterized by his adept fusion of modern scientific knowledge with the timeless wisdom of Quranic verses. His method is notable for its clarity and depth, interpreting Quranic verses in relation to natural phenomena, cosmological processes, and established scientific principles. Furthermore, Dr. Najjar presents these interpretations in a manner that is accessible not only to experts but also to a wider audience, effectively bridging the gap between scholarly research and general readers. His balanced approach ensures that the theological integrity of the Quran is preserved while harmonizing it with contemporary scientific understanding, thus offering a model of how religion and science can coexist and complement each other.

The article also delves into two key concepts: Tafseer-Al-Ilmi and I'jaaz-Al-Ilmi, providing a critical analysis of the distinction between these two approaches to interpreting Quranic verses in the context of science. Tafseer-Al-Ilmi involves the interpretation of Quranic verses through the lens of modern scientific knowledge, applying empirical facts and discoveries to illuminate the meanings of verses. In contrast, I'jaaz-Al-Ilmi focuses on the miraculous and supernatural nature of the Quran's scientific knowledge, asserting that the Quran contains inherent, divinely inspired truths that transcend human knowledge at the time of its revelation. This distinction is crucial in understanding how Dr. Najjar navigates the intersection of faith and science. His method not only sheds light on the scientific significance of Quranic verses but also underscores how the Quran's teachings are consistent with and even predictive of modern scientific discoveries.

Through a careful examination of Dr. Najjar's work, the article illustrates how his exegesis not only strengthens the believer's faith but also fosters a deeper intellectual engagement with the Quran, promoting a more profound understanding of its timeless and universal message. Dr. Najjar's integration of science with spirituality serves as a compelling testament to the Quran's relevance in addressing both the spiritual and intellectual needs of humanity, emphasizing its ability to offer guidance that is both divinely inspired and scientifically congruent.
Keywords: Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyah Quranic exegesis Dr. Zaghlul Najjar Tafseer-Al-Ilmi I'jaaz-Al-Ilmi Science and religion integration

تعارف (Introduction)

ڈاکٹر زغلول راغب محمد نجار 17 نومبر 1933ء کو باسیون، ضلع غربیہ، مصر میں ایک انتہائی مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیم بنیادی طور پر علم الارضیات سے متعلق ہے۔ آپ نے برطانیہ کی ویلز یونیورسٹی سے 1963ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور بعد ازیں آپ کو وہیں پر پوسٹ ڈاکٹریٹ کی فیلوشپ سے بھی نوازا گیا۔ 1972ء کے بعد سے علم الارضیات کے پروفیسر ہونے کے ساتھ ساتھ آپ نے قرآن حکیم کی آیات کی توضیح و تشریح کے میدان میں بھی گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ قرآن حکیم میں مذکور مظاہر کائنات کی سائنسی تشریح اور قرآن حکیم کے اعجاز علمی کا بیان دو ایسے موضوعات ہیں جن پر آپ نے نصف صدی سے زائد کام کیا۔ زیر نظر تفسیر بھی آپ کے اسی نوعیت کے کام کی ایک جھلک ہے۔

ڈاکٹر زغلول راغب نجار کی اس تفسیر کا مکمل نام "تفسیر الآیات الکونیۃ فی القرآن الکریم" ہے جس کا بنیادی موضوع قرآن حکیم میں مذکور مظاہر کائنات کی سائنسی تشریح کے ذریعے قرآن حکیم کے اعجاز علمی کو بیان کرنا ہے۔ اس تفسیر کی چار جلدیں ہیں؛ پہلی جلد سورۃ البقرہ سے سورۃ الاسراء کے اختتام تک ہے، دوسری جلد سورۃ الکہف سے لے کر سورۃ لقمان کے اختتام تک ہے، تیسری جلد میں سورۃ الم السجدہ سے لے کر سورۃ القمر کے آخر تک میں مذکور مظاہر کائنات کی سائنسی تدوین و تشریح کی گئی ہے جبکہ چوتھی جلد کا آغاز سورۃ الرحمن سے اور اختتام سورۃ القارعۃ پر ہوتا ہے۔ ڈاکٹر زغلول نجار کی اس تفسیر میں قرآن حکیم کی ساری ہی آیات کی تشریح نہیں بیان کی گئی بلکہ صرف ان آیات کو شامل تفسیر کیا گیا ہے جن میں کسی مظہر کائنات سے کسی خاص موضوع پر استدلال کیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں ڈاکٹر زغلول نجار کا طریقہ یہ ہے کہ مظاہر کائنات کی تشریح کے لیے آپ ہر سورت میں موجود آیات کونیہ کو نکال کر ایک جگہ فہرست کی شکل میں پیش کرتے ہیں اور پھر ان میں سے ہر آیت یا آیت کے کسی خاص ٹکڑے کی باقاعدہ موضوع کی صورت میں تشریح کرتے اور اس سے متعلق سائنسی تفاصیل کا تذکرہ کرتے ہیں۔

مفسرین کے طریقہ کار کے مطابق آپ نے بھی اپنی تفسیر کے آغاز میں ایک طویل مقدمہ لکھا ہے جس میں آپ نے اپنی اس تفسیر کے قاری کے لیے سائنسی تفسیر سے متعلق ایسے اصول وضوابط لکھے ہیں جو اس تفسیر میں آپ کے اختیار کردہ منہج واسلوب کو سمجھنے کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے یہ مقدمہ اپنی تفسیر کی چاروں ہی جلدوں کے شروع میں الگ طور پر شامل کیا ہے۔ اس مقدمے میں شامل ابحاث اور تفسیر کے مجموعی مطالعہ کی روشنی میں ڈاکٹر زغلول نجار کے اختیار کردہ منہج واسلوب کو ذیل میں چند ابحاث کی صورت میں ذکر کیا جاتا ہے:

قرآن حکیم کے اعجاز کے مختلف پہلو

قرآن حکیم کو جس پہلو سے دیکھا جائے اور علم کے جس معیار پر بھی پرکھا جائے قرآن اپنے کتاب ہدایت ہونے کے اعزاز کو برقرار رکھتے ہوئے دنیا کے تمام اہل علم کو عاجز کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ قرآن حکیم اللہ تعالی کا معجزہ ہے اور اس معجزہ ہونے کے مختلف پہلو ہیں جن میں سے درج ذیل بارہ پہلو ڈاکٹر نجار نے ذکر کیے ہیں[1]:

1۔ الاعجاز اللغوی (الادبی، البیانی، البلاغی، النظمی، اللفظی، الدلالی)

2۔ الاعجاز الاخلاقی بمعنی دستورہ الاخلاقی للطبیعۃ البشریۃ من غیر غلو ولا اقلال

3۔ الاعجاز الاعتقادی 4۔ الاعجاز التعبدی 5۔ الاعجاز التشریعی 6۔ الاعجاز التربوی

7۔ الاعجاز النفسی 8۔ الاعجاز الاقتصادی 9۔ الاعجاز الاداری 10۔ الاعجاز التنبئ

11۔ الاعجاز العلمی 12۔ الاعجاز التحدی علی الاتیان بمثلہ

قرآن حکیم کہ معجزہ ہونے کے ان متعدد پہلوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن حکیم میں سائنسی حقائق کی ایسی تعبیر اختیار کی گئی ہے کہ آج صدیوں کی ترقی کے بعد سائنس بالآخر ان نتائج پر جا پہنچتی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نزول وحی کے زمانے میں ہی قرآن کی صورت میں بیان ہو چکے تھے۔ ڈاکٹر نجار کے مطابق:

وقد احصى الدارسون من هذه الاشارات الكونية في كتاب الله ما يقدر بحوالي الالف آية صريحة وبالاضافة الى آيات اخرى عديدة تقرب دلالاتها من الصراحة [2]

قرآن حکیم کا مطالعہ کرنے والوں نے ان کائناتی اشارات پر مشتمل تقریباً ایک ہزار صریح آیات کو شمار کیا ہے، مزید براں ایسی آیات بھی ہیں جن کی دلالت، صراحت کے قریب قریب ہے۔

قرآن حکیم کی تفسیر کے مختلف مناہج اور اسالیب

ڈاکٹر نجار کی رائے ہے کہ قرآن حکیم کی تفسیر میں اجتہاد اور رائے کا استعمال شروع سے ہی ہوتا آیا ہے۔ تفسیر بالرائے یعنی رائے کے ذریعے تفسیر کے مختلف اسالیب ومناہج مفسرین میں رائج رہے ہیں جن میں سے ایک تفسیر کا لغوی

منہج ہے اس منہج میں الفاظ کی دلالات، اشتقاق کے پہلوؤں اور نحوی و صرفی مباحث وغیرہ کو شامل تفسیر کیا جاتا ہے۔ تفسیر کے بلاغی منہج میں قرآن حکیم کے لطائف تعبیر، مافی الضمیر کی تعبیر کے مختلف اسالیب اور طریقہ ہائے کار اور محسنات لفظیہ و معنویہ زیر بحث آتے ہیں جبکہ قرآن حکیم کی تفسیر میں آیات احکام کے ضمن میں فقہی مباحث عام ملتی ہیں۔ مفسرین میں سے چند ایسے بھی ہیں جنہوں نے مختلف مناہج کو اکٹھے ذکر کر کے ایک نئے منہج کی بنیاد ڈالی جسے جمعی منہج یا تفسیر کا موسوعی منہج کہا جاسکتا ہے۔[3]

اگر تفسیر علمی کے رجحان کا مطالعہ کریں تو جاحظ نے کتاب الحیوان میں، ابن حزم اندلسی نے المفصل میں، امام غزالی نے احیاء علوم الدین اور جواہر القرآن میں اور فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مفاتیح الغیب میں قرآن حکیم میں مظاہر کائنات کا خصوصی تذکرہ کر کے مختلف اور متنوع مفاہیم پر استدلال کیا ہے۔ طنطاوی جوہری نے اپنی تفسیر **الجواہر** میں حد اعتدال سے بھی کہیں آگے جاکر قرآن کریم کی تفسیر علمی بیان کی ہے۔

علامہ عبد الرحمن الکواکبی جو علامہ جوہری سے پہلے کے عالم ہیں اور سائنسی تفسیر کے غیر متشدد حامی ہیں، انہوں نے اپنی کتاب "**طبائع الاستبداد و مصارع الاستعباد**" میں سائنسی تفسیر کے جواز بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ان آخری صدیوں میں سائنس نے وہ علمی حقائق آشکار کیے ہیں جن کی دریافت اور اعجاز کا سہرا علمائے یورپ کے سر ہے۔ لیکن قرآن کو دقت نظر سے پڑھنے والا ان حقائق کو کہیں صراحتا اور کہیں اشارۃً پائے گا کہ قرآن نے انہیں تیرہ صدیاں پہلے ہی بیان کر دیا ہے۔ بعض حقائق اب تک پردہ خفا میں ہیں تاکہ ایک زمانے میں ان کے انکشاف کے بعد قرآن کا معجزہ ثابت ہو اور یہ شہادت دیں کہ یہ اس ذات کا کلام ہے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔"[4]

اس سلسلے میں ڈاکٹر نجار نے امام غزالی کی رائے کو بیان کیا ہے کہ قرآن حکیم کے اعجاز کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قرآن حکیم ہر چیز پر مشتمل ہے اور تمام کے تمام علوم قرآن حکیم سے ہی نکلے ہیں حتی کہ علم ہیئت، علم نجوم اور علم طب وغیرہ بھی قرآن حکیم سے ہی نکلے ہیں[5]

اسی بارے میں شیخ طنطاوی جوہری اپنی تفسیر کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

لماذا الف علماء الاسلام عشرات الالوف من الكتب في علم الفقه وعلم الفقه ليس له في القرآن الا ايات قلائل لا تصل الى مأة وخمسين اية، فلماذا كثرالتعريف في علم الفقه وقلت جدا في علوم الكائنات التي لا تكاد تخلو منها سورة [6]

کیا وجہ تھی کہ علمائے اسلام نے علم فقہ پر ہزاروں کتابیں لکھی ہیں حالانکہ فقہ کے علم سے متعلق قرآن حکیم میں بہت کم آیات ہیں جن کی تعداد بمشکل ڈیڑھ سو تک جا پہنچتی ہے؟ آخر کیا وجہ ہے کہ علم فقہ پر تالیفات کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن علوم کائنات کہ جن کے تذکرے سے بمشکل ہی کوئی سورت خالی ہے، ان سے متعلق تعداد بہت کم ہے۔

تفسیر علمی (سائنسی تفسیر)

تفسیر علمی کی مختلف الفاظ میں تعریفات کی گئی ہیں جن کی بنیاد پر تفصیل علمی کے جائز یا ناجائز ہونے کا فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔ سائنسی تفسیر کی ایک تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

المراد بالتفسیر العلمی: ھو اجتھاد فی کشف الصلة بین آیات القرآن الکریم الکونیة، و بین مکتشفات العلم التجریبی ،علی وجه یظھر به اعجاز القرآن یدل علی مصدره وصلاحیته لکل زمان و مکان۔[7]

یعنی تفسیر علمی میں پوری کوشش کی جاتی ہے کہ قرآن کریم کی آیات کونیہ اور تجرباتی سائنس کے انکشافات کے درمیان ہم آہنگی ظاہر کی جائے تاکہ اعجاز قرآن ظاہر ہو جائے اور یہ تفسیر ایسی مستند ہوتی ہے کہ ہر زمان و مکان میں درست قرار پاتی ہے۔ اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی سائنسی تفسیر میں صرف ان حقائق علمیہ اور سائنسی انکشافات ہی کو زیر بحث لایا جاتا ہے جو قرآن کریم کے اعجاز سے متعلق ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ثابت شدہ حقائق کا درجہ اختیار کر چکے ہیں۔ اس تعریف کے مطابق سائنسی نظریات کی روشنی میں سائنسی تفسیر نہیں کی جاسکتی بلکہ سائنسی قوانین ہی التفسیر العلمی میں استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

تفسیر علمی کی ایک تعریف جو ڈاکٹر نجار کے موقف کے بہت قریب ہے یوں بیان کی گئی ہے:

ھو استخدام العلم التجریبی فی زیادة ایضاح معانی الآیات القرآنیة و توسیع مدلولاتھا۔[8]

یعنی اس طرز تفسیر میں تجرباتی سائنس کو قرآن کریم کی آیات کے معانی کی مزید وضاحت کے لئے اور مفاہیم میں وسعت پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

اگر ہم تفسیر علمی کے مؤیدین اور ناقدین میں سے اکثریت کی آراء کو دیکھتے ہیں تو تفسیر کے بنیادی اصولوں میں وہ متفق دکھائی دیتے ہیں لیکن چونکہ ہر دو فریق کے ہاں تفسیر علمی کی تعریف ایک نہیں ہے بلکہ ہر دو کی بیان کردہ تعریف مختلف ہے اس لئے ہر فریق تفسیر علمی کے لئے اپنی بیان کردہ تعریف ہی کی روشنی میں اسے درست یا غلط قرار دیتا ہے۔

اعجاز علمی

اعجاز کے لفظ پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ماخذ **عجز** ہے۔ **عجز** کے دو معنی عربی زبان میں آتے ہیں؛ ایک **ضعف** یعنی کمزوری اور دوسرے کسی چیز کا پچھلا حصہ۔ اسی دوسرے معنی کے لحاظ سے اس کا متضاد **صدر** آتا ہے[9]

اعجاز کا مطلب یہ ہے کہ معنی کی ادائیگی ایسے الفاظ سے کی جائے جو سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہوں[10]۔

مصطفی صادق رافعی کے مطابق قرآن حکیم کے اعجاز کے دو پہلو ہیں[11]:

اول: باوجود کوشش کرنے کے تمام انسان و جن قرآن کریم کا معارضہ کرنے سے عاجز ہو گئے۔

دوم: یہ عجز عارضی اور ایک زمانے تک محدود نہ تھا بلکہ رہتی دنیا تک یہ عجز ثابت رہے گا۔

قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کی متعدد صورتوں میں ایک صورت اعجاز علمی کی بھی ہے قرآن حکیم کے اعجاز علمی کو یوں بیان کیا جاتا ہے:

هو سبق الكتاب العزيز بالاشارة الى عدد من حقائق الكون وظواهره، التى لم يتمكن العلم الكسبى من الوصول الى فهم شىء منها الا بعد قرون متطاولة من تنزل القرآن[12]۔

یعنی اعجاز علمی کا مطلب یہ ہے کہ قرآن حکیم نے اپنے نزول کے زمانے میں ہی کائنات کے بہت سے مظاہر اور حقائق کو بہت پہلے ہی بیان کر دیا تھا جن حقائق تک پہنچنے میں انسانی علم کو صدیاں لگ گئی ہیں۔

قرآن حکیم میں سینکڑوں آیات ایسی ہیں جن میں کائناتی حقائق کا بیان ہے اور ہر مظہر کائنات کے بیان کے ساتھ قرآن حکیم نے ایمانیات کے مختلف پہلوؤں کو زیر بحث لایا ہے لیکن چار آیات ایسی ہیں جو قرآن کریم کے اعجاز علمی کی بنیاد ہیں اور ان میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ ایک عرصہ گزرنے کے بعد ہی ان آیات کی مزید تفصیل مخاطبین کے سامنے آئے گی۔ اگرچہ ان آیات کی تاویل میں دیگر اقوال بھی ملتے ہیں لیکن سائنس کی ترقی کے باعث قرآن حکیم کے اعجاز علمی کو مزید واضح ان چار آیات میں بیان کردہ پیش گوئیوں نے کیا ہے:

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡوَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ[13]

(ہر واقعے کا ایک وقت مقرر ہے، اور جلد ہی تمہیں سب معلوم ہو جائے گا۔)

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭوَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ[14]

(اور کہہ دو کہ: تمام تعریفیں اللہ کی ہیں، وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا، پھر تم انھیں پہچان بھی لو گے۔ (۳۹) اور تمہارا پروردگار تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے۔)

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ[15]

(بے شک یہ تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے۔ اور تھوڑے سے وقت کے بعد تمہیں اس کا حال معلوم ہو جائے گا۔)

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ[16]

(ہم انھیں اپنی نشانیاں کائنات میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کے اپنے وجود میں بھی، یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل کر سامنے آجائے کہ یہی حق ہے۔ کیا تمہارے رب کی یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز کا گواہ ہے؟)

تفسیر علمی اور اعجاز علمی کے مابین فرق

1۔ تفسیر علمی کرتے ہوئے جب کوئی مفسر سائنسی دریافتوں اور تحقیقات کا تذکرہ کرتا ہے تو مقصد یہ ہوتا ہے کہ مفسرین اس آیت سے متعلق جتنی وضاحت پہلے کر چکے ہیں اس میں ایک گونہ ایسا اضافہ کر دیا جائے جو ان کے معارض نہ ہو، جبکہ اعجاز علمی میں پیش نظر مقصد یہ ہوتا ہے کہ قرآن حکیم نے فلاں سائنسی حقیقت آج سے سینکڑوں سال پہلے ایسے وقت میں بیان کر دی تھی جب ان سائنسی حقائق کا کھوج لگانا انسان کے بس میں بھی نہیں تھا۔

2۔ تفسیر علمی کے طور پر لکھی گئی تشریحات میں سے ہر ایک کا اعجاز علمی ہونا ضروری نہیں بلکہ صرف ایسی ہی تشریحات کو قرآن حکیم کے اعجاز علمی کا حصہ قرار دیا جائے گا جنہیں قرآن حکیم کی صداقت وحقانیت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے پر بطور دلیل کے ذکر کیا جائے۔

3۔ جدید سائنسی تشریحات کو قرآن حکیم کی تفسیر میں بطور خادم استعمال کرنا تفسیر علمی کہلاتا ہے جبکہ اسی تفسیر علمی کی بنیاد پر جب قرآن حکیم کا معجزہ ہونا ثابت کیا جائے تو اسے اعجاز علمی کہتے ہیں

4۔ تفسیر علمی کو جائز اور درست قرار دینے والے علماء میں کچھ ایسے بھی ہیں (جیسا کہ خود ڈاکٹر نجار کا موقف اگلے عنوان کے تحت آرہا ہے) جو ایسے نظریات کے ذریعے تفسیر علمی کو جائز قرار دیتے ہیں جو ابھی تک سائنسی قانون کا درجہ حاصل نہ کر چکے ہوں لیکن فی نفسہ وہ منطقی بنیادیں رکھتے ہوں۔ دوسری طرف اعجاز علمی ایسا موضوع ہے جس پر سو فیصد ثابت شدہ سائنسی حقیقت کے ذریعے ہی استدلال کیا جاتا ہے اور یہ بات ثابت کی جاتی ہے کہ قرآن حکیم اگر اللہ کا معجزہ نہیں تو دور جدید میں ثابت شدہ سائنسی حقائق کی طرف قرآن حکیم میں اشارات کیسے ہو سکتے ہیں؟!

تفسیر علمی سے متعلق ڈاکٹر زغلول نجار کا رجحان

ڈاکٹر زغلول نجار کے مطابق قرآن حکیم کی تفسیر میں جائز اجتہاد کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قرآن حکیم کی تفسیر علمی کا منہج اختیار کیا جائے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ تفسیر علمی کا یہ چلن تفسیر بالرائے کی شرائط اور حدود اربعہ کے اندر رہتے ہوئے اختیار کیا جائے اور قرآن حکیم کو بنیادی طور پر کتاب ہدایت ہی مانتے ہوئے اس کے اعجاز علمی کے بیان کے لیے سائنسی تشریحات کو شامل تفسیر کیا جائے[17]۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم کی سائنسی تفسیر کی بنیاد مظاہر کائنات کی تشریح کی نوعیت پر ہے۔ مظاہر کی سائنسی تشریح کے دوران حتمی معلومات تک پہنچنے میں دیر لگتی ہے مزید یہ کہ سائنس تدریج کے ساتھ ہی معلومات کو اخذ کرتی ہے اس لیے مفسرین کی بڑی تعداد نے تفسیر علمی کے منہج کو قابل التفات نہیں سمجھا اور اسے قرآن حکیم کی درست تفسیر قرار نہیں دیا۔

لیکن ڈاکٹر نجار یہ موقف رکھتے ہیں کہ قرآن حکیم کی سائنسی تفسیر درست ہے لیکن یہ کرتے ہوئے صراط مستقیم سے پہلو تہی درست نہیں۔ ایسا تبھی ہوتا ہے جب کسی مفسر کو سائنسی حقائق درست طریقے سے سمجھ نہیں آتے، یا اس مفسر میں قرآن حکیم کی تفسیر میں اجتہاد صحیح کرنے کا گر نہیں ہوتا، یا یہ دونوں ہی وجوہات ہوتی ہیں[18]

ڈاکٹر نجار اپنی تفسیر کے مقدمے میں اصولی موقف بیان کرتے ہیں کہ مظاہر کائنات کی تشریح قرآن حکیم کا ہدف اصلی نہیں بلکہ اللہ تعالی نے انسان کو اس قدر کافی عقل وشعور عطا فرمایا ہے کہ جس کی بدولت وہ کائناتی حقائق کو خود سمجھ سکتا اور اپنے کام میں لا سکتا ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ انسان اپنی اخذ کردہ معلومات کی روشنی میں قرآن حکیم میں اجمالا بیان کیے گئے مظاہر کی مزید تشریح وتوضیح کر سکتا ہے، مزید یہ کہ قرآن حکیم کے اعجاز علمی کا اثبات ایک دینی ضرورت ہے جس کے لیے تفسیر علمی بنیاد کا کام کرتی اور ضروری مواد فراہم کرتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

ثم ان تلك الدلالات تتميز كلها بالسبق الى الحقيقه الكونيه قبل ان تدرك الكشوف العلميه شيئا منها بقرون طويله وهذا في حد ذاته يمثل الاعجاز العلمي للقرآن الكريم الذي هو احد اوجه الاعجاز العديده في كتاب الله [19]

قرآن حکیم میں ان معانی پر دلالات اس اعتبار سے ممتاز ہیں کہ حقائق کونیہ کے ادراک میں یہ دلالات، سائنسی تحقیقات سے کئی صدیوں کی سبقت رکھتی ہیں، اور یہ بات بجائے خود قرآن حکیم کے اعجاز علمی کو ثابت کرتی ہے جو کہ اس کے اعجاز کی متعدد صورتوں میں سے ایک ہے۔

زغلول نجار کے مطابق ایک ہزار سے زائد آیات میں جس موضوع کی مختلف جہات کو قرآن میں الگ الگ مواقع پر ذکر کیا گیا ہو، اگر ان تمام آیات کی مجموعی تفصیل کسی ایک مقام پر یکجا ذکر کر دی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ۔ اتنا خیال ضروری ہے کہ قرآن کی تفسیر بالرائے کی دیگر شرائط کی پیروی کی جائے اور قرآن کو منبع ہدایت ہی مانا جائے نہ کہ سائنس کی کوئی کتاب:

فانی اری جواز فهم الاشارات العلمية الواردة بالقرآن الكريم على اساس من الحقائق العلمية الثابتة اولا، فان لم تتوافر فبالنظرية السائدة، فان لم تتوافر فبالفرض العلمى المنطقى المقبول، حتى لو ادى التطور العلمى فى المستقبل الى تغيير تلك النظرية، او ذالک الفرض او تطويرهما او تعديلهما؛لان التفسير يبقى اجتهادا بشريا خالصا من اجل حسن فهم دلالة الآية القرآنية ان اصاب فيه المرء فله اجران وان اخطا فله اجر واحد، و يبقى هذا الاجتهاد قابلاللزيادة والنقصان،وللنقد والتعديل والتبديل۔20

بے شک میری رائے یہ ہے کہ قرآن کریم میں موجود سائنسی اشارات کو پہلے تو ثابت شدہ سائنسی حقائق کی روشنی میں سمجھا جائے، اگر وہ نہ ہوں تو درست سائنسی نظریہ کے ساتھ اور اگر وہ بھی نہ ہو تو منطقی طور طے شدہ مفروضے

سے بھی تفسیر درست ہے۔ اب اگر مستقبل میں سائنسی ترقی کی وجہ سے وہ نظریہ یا مفروضہ بدل گیا یا اس میں کچھ کمی زیادتی بھی ہو گئی تو کوئی بات نہیں۔ کیونکہ تفسیر (بالرائے) ایک خالص انسانی اجتہاد کا نام ہے جس میں اگر آیات قرآنیہ کو درست سمجھنے میں آدمی حقیقت کو پالے تو اسے دو اجر ملتے ہیں اور اگر نہ پاسکے تو اسے ایک اجر ملتا ہے۔ یہ اجتہادی تفسیر اس قابل ہوتی ہے کہ اس میں کمی زیادتی یا تبدیلی وغیرہ کر دی جائے۔

مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں آپ کی رائے یہ ہے کہ سائنس صرف نظریات اور مفروضوں کا نام نہیں بلکہ ایسے قوانین فطرت اور قواعد کلیہ بھی سائنس کے ذریعے ثابت ہو چکے ہیں جو یقینی تفسیر کا فائدہ دیتے ہیں اور عام حالات میں ایسے ہی حقائق کے ذریعے تفسیر علمی کی جائے گی لیکن بالفرض اگر ایسے حقائق دستیاب نہ ہوں تو پھر سائنسی مفروضات سے بھی تفسیر کرنا درست ہو گا بشرطیکہ وہ مفروضات اسلام کے مجموعی تصور کے خلاف نہ ہوں اور کتاب و سنت کے معارض نہ ہوں[21]۔

ڈاکٹر زغلول راغب نجار کا تفسیر الآیات الکونیۃ میں عمومی منہج و اسلوب

ڈاکٹر زغلول نجار کی یہ تفسیر بنیادی طور پر قرآن حکیم کی تفسیر علمی ہے اور اس میں سائنسی حقائق کو تفصیل سے بیان کرنے کے بعد ان کے ذریعے قرآن حکیم کے معانی کی مزید توضیح و تشریح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چونکہ تفسیر علمی ہی کے ذریعے قرآن حکیم کے اعجاز علمی کو بیان کرنے کی راہیں ہموار ہوتی ہیں اس لئے بلا شبہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن حکیم کے اعجاز علمی کے بیان کے لئے یہ تفسیر بے مثال ہے۔ اس میں ڈاکٹر نجار کے ماہر ارضیات ہونے کی خصوصی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔

ڈاکٹر زغلول نجار جب کسی آیت کی تفسیر کو شامل کتاب کرتے ہیں تو اس آیت کے موضوع کے تحت آنے والے مضامین سے متعلق تصاویر اور ڈائیگرام وغیرہ کو بھی تفسیر کی کتاب میں شامل کر دیتے ہیں۔ ان میں بعض اوقات جانداروں کی تصاویر ہوتی ہیں، بعض اوقات پیچیدہ سائنسی اشکال کو ذکر کیا جاتا ہے اور ان کی تشریح کے لیے تصویر ہی کے نیچے مختصر کیپشن دے دیا جاتا ہے اور بعض مقامات پر مائیکروسکوپ سے نظر آنے والے انتہائی چھوٹے چھوٹے خلیات اور اشکال کی رنگین تصاویر کو شامل تفسیر کیا گیا ہے۔

چونکہ ڈاکٹر زغلول نجار کی اس تفسیر کا موضوع ہی سائنسی تفسیر ہے اس لیے انہوں نے باقاعدہ عنوان کے تحت ہر شامل تفسیر آیت میں موجود سائنسی مضامین اور سائنسی اشارات کو بیان کیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ اس آیت سے متعلق جدید سائنس کے حقائق و نظریات کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں، ان حقائق اور نص قرآنی کے درمیان

ارتباط اور تعلق کو مختلف جہات سے بیان کرتے ہیں، اس سلسلے میں آپ اکثر اوقات لغت عرب کی مختلف دلالاتی اور بلاغی تشریحات کا سہارا لیتے ہیں اور اس ضمن میں بعض اوقات دیگر مفسرین کی آراء بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

تفسیر علمی سے متعلق ڈاکٹر زغلول راغب نجار کے اسلوب و منہج کی نظریاتی حدود اربعہ کا تذکرہ ماقبل میں گزر چکا ہے، یہاں پر مختلف عناوین کی صورت میں ان کی تفسیر میں موجود واقعاتی شہادتوں کی روشنی میں معلوم کیا جائے گا کہ وہ اپنے بیان کردہ اسلوب و منہج کی کس قدر پیروی کرتے ہیں۔ اتنی بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ ڈاکٹر زغلول نجار نے اس تفسیر میں دین کے مجموعی تصور سے الگ کوئی بات نہیں کی اور قرآن حکیم کو ہمیشہ ہی سے حاکم اور فیصلہ کن مانا ہے۔ ذیل میں ڈاکٹر زغلول نجار کی **تفسیر الآیات الکونیۃ فی القرآن الکریم** میں آپ کے اختیار کردہ منہج کی تفصیل بیان کی جاتی ہے:

قران حکیم کی دیگر آیات سے استدلال

ڈاکٹر زغلول نجار اپنی تفسیر میں قران حکیم ہی کی دیگر آیات کے ذریعے تفسیر بیان کرنے کے اسلوب کو بار بار استعمال کرتے ہیں۔ عام طور سے لغوی تحقیق کے ضمن میں ان آیات کو ذکر کیا جاتا ہے، لیکن بعض اوقات زغلول نجار ایک ہی موضوع سے متعلق قران حکیم میں موجود تمام آیات کو اکٹھا ذکر کر کے ان سے حاصل ہونے والے مجموعی مفاہیم کو ایک جگہ ذکر کرتے ہیں جیسا کہ درج ذیل آیت کی تفسیر میں آپ نے قران حکیم کے سات الگ الگ مقامات سے ان آیات کو ذکر کیا ہے جن میں زیتون درخت کا تذکرہ ہے:

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ [22]

(اور وہ درخت بھی پیدا کیا جو طور سینا سے نکلتا ہے جو اپنے ساتھ تیل لے کر اور کھانے والوں کے لیے سالن لے کر اگتا ہے۔)

اسی طرح ایک دوسری جگہ پر اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے ان کے تعداد میں سات سات ہونے کی خبر بھی دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا [23]

هذا التكرار القراني في الاشاره الى سبع سماوات، في سبع آيات (وهو امر معجز في حد ذاته) لابد ان يكون القصد منه هو التحديد والحصر، لا مجرد التعبير عن التعدد والكثره، والله اعلم بما خلق كذلك فان الاشاره

في ختام سوره الطلاق في بمثلية الارض الى السماوات في قول الحق تبارك وتعالى الله الذي خلق سبع سماوات ومن الارض مثلهن تاكيد ان الارض سبع متطابقه كما ان السماوات سبع متطابقه.[24]

یعنی آسمانوں کے سات ہونے کی طرف قران حکیم کی سات آیات میں (یہ بھی قران حکیم کا اعجاز بلاغی ہے) اشارہ ضرور یہی بات بیان کرتا ہے کہ یہاں پر مقصود تحدید اور حصر ہے، صرف زیادتی کی طرف اشارہ نہیں، اور اللہ تعالی ہی اپنی مخلوق کو بہتر جانتے ہیں، کیونکہ سورۃ الطلاق کے آخر میں زمین کا بھی آسمانوں کے مثل ہونا جو بتایا گیا ہے اس سے یقینی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سات آسمان درجہ بدرجہ ہیں، اسی طرح سات زمینیں بھی درجہ بدرجہ ہیں۔

احادیث مبارکہ سے استدلال اور تحقیق و تخریج

ڈاکٹر زغلول نجار اپنی تفسیر میں احادیث مبارکہ سے بھی استدلال کرتے ہیں، لیکن عام طور سے آپ احادیث مبارکہ کو قوسین میں لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں اور حوالے کا اہتمام نہیں کرتے۔ بعض اوقات صرف مصدر کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں، اور بعض اوقات حدیث کی مکمل تحقیق و تخریج بھی کر دیتے ہیں۔ یہ تیسرا اسلوب پوری تفسیر میں چند مقامات پر ہی ملتا ہے جیسا کہ سورۃ الصفات کی ایک آیت[25] کی تفسیر میں آپ لکھتے ہیں:

ذكر الامام احمد عن ابي موسى الاشعري رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان الله خلق ادم من قبضة قبضها من جميع الارض، فجاء بنو آدم على قدر الارض، جاء منهم الاحمر والابيض والاسود وبين ذلك، والخبيث والطيب وبين ذلك. والحديث اخرجه ايضا كل من ابي داود والترمذي، وقال حديث حسن صحيح.[26]

امام احمد نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام زمین میں سے ایک مٹھی لے کر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، تو آدم کی اولاد اسی اندازے پر پیدا ہوئے ہیں: ان میں سے سرخ، سفید اور کالے رنگ کے بھی پیدا ہوئے اور اچھے، برے اور درمیانے بھی۔ اس حدیث کی تخریج ابوداؤد اور ترمذی دونوں نے بھی کی ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قرانی مفرادات وتراکیب کی لغوی تحقیق

ڈاکٹر زغلول نجار اپنی اس تفسیر میں قرآن حکیم کی آیات کونیہ میں مذکور مفردات اور تراکیب کی لغوی تحقیق کرتے ہیں اور ان معانی کو بطور خاص ذکر کرتے ہیں جن سے سائنسی مفاہیم کی طرف اشارہ ملتا ہو۔ جیسے کہ قرآن حکیم کی آیت ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ [27]

(کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس کے ذریعے رنگ برنگ کے پھل اگائے؟ اور پہاڑوں میں بھی ایسے ٹکڑے ہیں جو رنگ برنگ کے سفید اور سرخ ہیں، اور کالے سیاہ بھی۔)

اس آیت میں آسمان سے پانی برسنے اور اس کے ذریعے طرح طرح کے رنگوں والے پھلوں کے اگنے کا تذکرہ ہے اور پہاڑوں کے مختلف رنگوں کی کیفیت کا بیان ہے۔ اس آیت کے اگلے حصے کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے آپ بتاتے ہیں کہ **غرابیب، غربیب** کی جمع ہے اور اس کا معنی انتہائی کالا یا کوے جیسا کالا ہے۔ یہاں پر ایک بات توجہ طلب ہے کہ لفظ سود یہاں پر غرابیب کا بدل ہے۔ آپ یہاں لفظ غربیب کے اشتقاق پر بحث کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ یہ لفظ **الغراب** سے نکلا ہے کیونکہ کوا انتہائی کالا ہوتا ہے۔ یا پھر یہ لفظ **تغریب یا الغرب** سے نکلا ہے کیونکہ مغرب میں دن کی روشنی اور سورج کی چمک جا کر گم ہو جاتی ہے[28]۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۔ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا [29]

(کیا ہم نے زمین کو ایک بچھونا نہیں بنایا؟ اور پہاڑوں کو (زمین میں گڑی ہوئی) میخیں؟)

اسی طرح آپ ان آیات کی تفسیر میں الجبال کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے پہاڑوں اور ٹیلوں کے مختلف نام اپنی تفسیر میں شامل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الجبال والاجبال جمع جبل، وهو المرتفع عن ما حوله من الارض ارتفاعا ملحوظا يجعله يعظم ويطول، ودونه التل، ودون التل الربوه او الاكمه، ودون الاكمه النجد او الهضبه، ودون الهضبه السهل۔[30]

یعنی جبل زمین کے اس اونچے حصے کو کہتے ہیں جو اپنے اس پاس کے علاقے سے اتنا بلند ہو کہ اس کی بڑائی اور لمبائی دیکھی جا سکے۔ الجبل سے کم درجہ پہاڑ کو عربی زبان میں تل کہا جائے گا، اس سے کم درجہ پہاڑ کو یا الا کمہ کہا جائے گا، اس سے کم درجہ پہاڑ کو النجد یا الحزوہ کہا جائے گا اور اس سے بھی کم درجہ پہاڑ کو کہا جائے گا۔

مفسرین کی آراء کا خلاصہ

ڈاکٹر زغلول نجار کا طریقہ کار یہ ہے کہ آپ کسی آیت کی تفسیر میں منقول تفسیری اقوال کو بعض اوقات تفسیر کے نام کے حوالے سے، بعض اوقات مفسرین کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں اور بعض اوقات صرف اتنا بتاتے ہیں کہ اس میں مفسرین کے فلاں فلاں اقوال ملتے ہیں جیسے کہ سورۃ الکہف کی آیت[31] کہ جس میں اصحاب کہف کی لمبی نیند کا ذکر ہے، ڈاکٹر زغلول نجار اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

لقد اختلف المفسرون في هويه اصحاب الكهف ولكن الغالب انهم كانوا من اتباع المسيح عيسى بن مريم نبي الله... وقد تم اكتشاف هذا الكهف في صحراء البلقاء على بعد بضعه كلومترات من مدينه عمان

مفسرین کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اصحاب کہف کون تھے لیکن غالب مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام کے پیروکار تھے اور وہ فلسطین کے باشندے تھے۔ جب ظالم رومی بادشاہ تراجان (98 عیسوی تا 117 عیسوی) نے 106ء میں فلسطین پر قبضہ کیا اور یہاں کے رہائشیوں کو بت پرستی پر مجبور کیا تو حضرت عیسی علیہ السلام کے پیروکاروں نے ان کا مقابلہ کیا لیکن اکثر شہید ہوگئے اب اس ظالم بادشاہ کے ظلم سے اصحاب کہف بھاگ کر ایک غار میں پناہ گزین ہوئے اور اللہ تعالی نے معجزے کے طور پر انہیں 309 سال تک گہری نیند میں سلائے رکھا پھر اللہ نے انہیں تھیوڈوسس کے زمانے میں نیند سے اٹھادیا یہ واقعہ 408 عیسوی سے 450 عیسوی کے درمیان ہوا۔ بعد میں اس رجیب نامی غار میں بازنطینی نقدی ملی رجیب کو قران کریم میں رقیم کے لفظ سے ذکر کیا گیا ہے یوں اس غار کی نشاندہی عمان شہر سے چند کلو میٹر دور بلقاء نامی صحرا میں کی گئی ہے۔[32]

زیر نظر آیت میں مذکور مظاہر کائنات کی تشریح

ڈاکٹر زغلول نجار نے قران حکیم کی 175 آیات کو بطور عنوان ذکر کر کے جس موضوع کو ہر جگہ بیان کیا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ قران حکیم کی اس آیت کے الفاظ اور مجموعی معنی سے متعلق سائنسی حقائق کو بیان کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ فلاں سائنسی نظریے یا حقیقت سے متعلق یہ زیر غور آیت کس طریقے سے دلالت کرتی ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ البقرہ درج ذیل آیت کی تفسیر میں آپ چار مظاہر کائنات کا تذکرہ کرتے ہیں:

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ [33]

(وہ پروردگار) (جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا، اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے تمہارے رزق کے طور پر پھل نکالے، لہٰذا اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ جبکہ تم (یہ سب باتیں) جانتے ہو)

آپ زمین کے بچھونا ہونے سے متعلق لکھتے ہیں کہ زمین کی سطح کو اگر ناپا جائے تو یہ 510 ملین مربع کلومیٹر بنتی ہے جس میں 29 فیصد یعنی 149 ملین مربع کلومیٹر خشکی کا حصہ ہے اور 71 فیصد یعنی تین سو 61 ملین مربع کلومیٹر کا حصہ سمندروں کی شکل میں ہے۔ اس تمام زمین کو جب انسان اپنی نگاہ سے دیکھتا ہے تو وہ اسے ایک سیدھے فرش کی مانند بچھی ہوئی محسوس ہوتی ہے[34]

آسمان کے ایک مضبوط چھت ہونے سے متعلق آپ آسمان میں موجود چار بنیادی فطری طاقتوں کو بیان کرتے ہیں[35] اور پھر آسمان سے پانی کے نازل ہونے سے متعلق بتاتے ہیں کہ سطح سمندر سے 15 کلو میٹر بلندی تک زمین کے چاروں طرف ایک غلاف ہے جسے لغوی طور پر سماء کہا جا سکتا ہے اور بارشوں کا تمام نظام اسی محدود کرے اور غلاف ہی میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ آپ مزید تفصیل بتاتے ہیں کہ پانی کے بخارات بن کر ہوا میں اڑ جانے کے باعث بارش کس طریقے سے صاف پانی کا ذریعہ بنتا ہے۔

قران حکیم میں اس آیت کے چوتھے موضوع یعنی زمین سے پھلوں وغیرہ کا بطور رزق اگنا کو آپ پچھلے تینوں مظاہر کائنات کی عملیات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔[36]

جدید سائنسی ماہرین کی آراء کا تذکرہ اور ان پر نقد وجرح

ڈاکٹر زغلول نجار اپنی تفسیر میں سائنسی ماہرین کی آراء کو دو طریقوں سے پیش کرتے ہیں۔

اول: ان کا ذکر کرنے کے بعد عقلی اور تاریخی دلائل سے ان آراء کو رد کیا جائے

دوم: قران حکیم کے مجموعی تصور کائنات سے ہم آہنگ ہونے کے باعث، انہیں قران حکیم کی تائید میں ذکر کیا جائے اور قران حکیم کے اعجاز علمی کے پہلو کو بیان کیا جائے۔

پہلے طریقہ کار کی مثال سورۃ الکہف کی آیت[37]، جس میں اصحاب کہف کا سینکڑوں سال سوتے رہنے کا تذکرہ ہے، سے متعلق اہل مغرب کے اعتراضات اور ان کی آراء کا تذکرہ ہے۔

ڈاکٹر زغلول نجار کے مطابق اس موضوع پر ایڈورڈ گبن Edward Gibbon نے اپنی دو کتابوں "The History of Decline and Fall of the Roman Empire" اور "The Conflict between Faith and Materialism" میں اعتراض اٹھایا ہے کہ قران حکیم میں یہ واقعہ درست نہیں کیونکہ 309 سال تک سوئے رہنے کے دوران ظاہر بات ہے وہ زندہ تھے اور اس دوران نظام انہضام وغیرہ کے باعث انسانی جسم بہت جلد شکست وریخت کا شکار ہو جاتا ہے۔[38]

ڈاکٹر نجار نے جواب میں پہلی بات تو یہ بتائی کہ ان کی نیند ایک طبعی نیند نہیں تھی بلکہ اللہ تعالی کے حکم کے باعث وہ ایک لمبی نیند وہ سو گئے تھے اس لیے اس پر قانون طبیعت لاگو ہی نہیں ہوتے اور معجزہ نام ہی خلاف عادت اور خلاف امکان چیزوں کے ظہور کا ہے۔ سائنسی بنیادوں پر عمل استقلاب[39] Metabolism کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر نجار بتاتے ہیں کہ کس طرح جدید سائنس انسانی اعضا کو فریز کر کے لمبے عرصے تک کے لیے محفوظ کر لیتی ہے بالکل اسی طرح یہ بھی ممکن ہے وہ کسی مکمل انسان کے جسم کو فریز کر کے لمبے عرصے کے لیے اس طریقے پر

محفوظ کرے کہ انسان کے خلیے، اس کے اعضاء اور اندرونی نظام اپنی اصل حالت میں باقی رہیں۔ اور ایک لمبے عرصے کے بعد اس جسم کو ڈی فریز کر کے دوبارہ سے تبھی حالت میں لایا جائے اس سلسلے میں ڈاکٹر نجار کے الفاظ ملاحظہ کریں:

وقد عاد الى الحياه في زماننا اشخاص، دفنوا تحت الجليد لعده ايام، وبالتدفئه التدريجيه عادوا الى الحياه باذن الله، واذا كان ذلك قد اصبح اليوم في مقدور الانسان فهل يعجز رب الناس عن تحقيقه باي طريقه يشاء [40]

اور ہمارے اس دور میں بھی کئی ایسے لوگوں کو پھر سے زندگی مل گئی جو برف کی تہہ کے نیچے کئی دن دبے رہے، پھر تدریجاً گرمائش کے حصول کے بعد اللہ کے حکم سے انہیں پھر سے زندگی مل گئی! جب آج کے دور میں انسانی طاقت میں یہ بات ہے تو اللہ تعالیٰ کیونکر عاجز ہو سکتے ہیں کہ جس طریقے کے مطابق چاہیں زندگی واپس عطا کریں؟!!

دوسرے طریقے میں ڈاکٹر زغلول نجار قران حکیم میں بیان کردہ مظہر کائنات کی تشریح و تائید میں سائنس دانوں کے اقوال کو ذکر کرتے ہیں۔ ان اقوال کے ذکر کرنے کے اسلوب کا ایک نمونہ درج ذیل آیت میں ملتا ہے

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ [41]

(جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، کیا انھیں یہ معلوم نہیں ہے کہ سارے آسمان اور زمین بند تھے، پھر ہم نے انھیں کھول دیا۔ اور پانی سے ہر جاندار چیز پیدا کی ہے؟ کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے؟)

اس **فتق الرتق** کی تشریح میں ڈاکٹر نجار بتاتے ہیں کہ اس کائنات کی ابتداء، انفجار عظیم کی صورت میں ہوئی، جہاں پہلے تمام کائنات ایک اکائی کی صورت میں تھی اور بعد میں اس سے جدا ہو کر یوں پھیلنے لگی کہ آج تک کائنات مسلسل پھیلتی جا رہی ہے جیسے کہ سورۃ الذاریات میں بھی اشارہ ملتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالسَّمَاۗءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ [42]

(اور آسمان کو ہم نے قوت سے بنایا ہے، اور ہم یقیناً وسعت پیدا کرنے والے ہیں۔)

اپنے اس موقف کی تائید میں آپ 1920 کی دہائی میں ایڈوین ہبل Edwin Hubble کے نظریہ انفجار عظیم the Big Bang Theory اور 1930 کی دہائی میں امریکی طبیعیات دان، ریچرڈ ٹال مین Richard Tolman کے تجربات کا حوالہ دیتے ہیں اور پھر 1964 میں دریافت کی گئی سی ایم بی cosmic microwave

(CMBR) background radiation کے انفجار عظیم کے نظریے کو مزید ثابت کرنے سے متعلق تفصیلات بیان کرتے ہیں۔[43]

ارض قران کی ابحاث

ڈاکٹر نجار اپنی تفسیر میں قران حکیم میں مذکورہ اماکن اور مقامات کا تذکرہ ہی نہیں کرتے بلکہ موجودہ جغرافیائی ترتیب کے مطابق اس جگہ کی بعینہ لوکیشن بھی بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آثار قدیمہ میں ملنے والے بازنطینی سکوں کی مدد سے اصحاب کہف کی غار کی جگہ کے تعین کی مثال ماقبل میں گزر چکی ہے، اسی طرح سورۃ الحاقہ کی مندرجہ ذیل آیت میں طوفان نوح کا ذکر اور تمام بچ جانے والی نسل کے کشتی میں سوار ہونے کا ذکر ہے:

اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ [44]

(جب پانی طغیانی پر آیا تو ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کر دیا۔)

اس آیت کے ذیل میں ڈاکٹر نجار حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے جبل جودی پر آرکنے کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے مقام کی جغرافیائی تعیین کرتے ہیں۔ آپ Charles Willis نامی ماہر آثار قدیمہ کی 1980ء میں اس حوالے سے کی گئی تحقیقات پر اعتبار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ Mount Cudy یا Judy Dagh یعنی جبل جودی کا مقام جبل ارارات، ترکی سے 250 میل جنوب مغرب میں واقع ہے۔ آپ جبل جودی کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ یہ پہاڑ سطح سمندر سے سات ہزار فٹ بلند ہے اور اس کی چوٹی پر کشتی نوح کے آثار بھی ملے ہیں۔[45]

قرانی مضامین کی تصویری وضاحت

موجودہ زمانے کی تصویر کو طبع کرنے سے متعلق عرب دنیا کے فقہائے کرام کی آراء اپنی جگہ ہیں لیکن قران حکیم کے جلال کے پیش نظر اس سے پہلے کسی مفسر نے قران حکیم کی تفسیر میں زندہ تصاویر کا استعمال نہیں کیا۔ شیخ طنطاوی الجوہری کی تفسیر میں چند مقامات پر اشاراتی گوشوارے اور ہاتھ سے بنے ہوئے اسکیچز ملتے ہیں لیکن ڈاکٹر نجار کی اس تفسیر میں ہر آیت قرانی سے قبل اس کی تصویری وضاحت یا اس سے ملتی جلتی اشکال شامل تفسیر کی گئی ہیں۔

آیت کے موضوع اور ملتے جلتے مضامین سے متعلق ان دی گئی تصاویر میں سے کچھ جانوروں کی، کچھ پرندوں کی اور کچھ انسانی تخلیق کے مختلف مراحل کی تصویری وضاحت کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر قران حکیم کی آیت:

وَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ [46]

(اور کیا انھوں نے پرندوں کو اپنے اوپر نظر اٹھا کر نہیں دیکھا کہ وہ پروں کو پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں، اور سمیٹ بھی لیتے ہیں۔ ان کو خدائے رحمن کے سوا کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے۔ یقیناوہ ہر چیز کی خوب دیکھ بھال کرنے والا ہے۔)

اس آیت کی تفسیر کے بعد ایک ضمیمے کی صورت میں آپ نے پرندے کی جسمانی ساخت اور اس کے جسم کے مختلف حصوں کو بیان کرنے کے لیے ایک تصویر شامل تفسیر کی ہے جس میں سر سے لے کر پاؤں تک تمام اعضاء کے نام اور تشریح کی گئی ہے۔[47]

اسی طرح سورۃ المومنوں کی آیات[48] جہاں تخلیق انسانی کا ذکر ہے، وہاں آپ نے انسانی تخلیق کے مختلف مراحل کو بھی تصویری شکل میں تفسیر کے ضمن میں بیان کیا ہے اور اس سلسلے میں 19 تصاویر مسلسل ذکر کی ہیں جنہیں دیکھ کر انسان کے نطفہ ہونے سے لے کر پیدا ہونے تک کے مختلف مراحل کا بخوبی علم وادراک ہو جاتا ہے۔[49]

ادبی زبان واسلوب کا استعمال اور تفسیر کے لغوی وبلاغی محاسن

ڈاکٹر زغلول نجار بچپن ہی سے عربی زبان پر قدرت کے باعث بہترین اسلوب بیان کے حامل تھے۔ آپ نے محض 18 سال کی عمر میں آپ نے عربی مسابقے میں اول پوزیشن حاصل کی۔ آپ کی عربی زبان دانی کی جھلک آپ کی تفسیر نگاری میں بھی ملتی ہے۔ آپ کے تفسیری افادات میں صنعت تجنیس، مراعات النظیر اور رعایت سجع جیسی بلاغی خوبیاں بکثرت دیکھنے کو ملتی ہیں۔

عربی اصطلاحات کے انگریزی مترادفات کا تذکرہ

چونکہ ڈاکٹر زغلول نجار کی یہ تفسیر سائنسی علوم کو بکثرت بیان کرتی ہے اس لیے کسی بھی آیت کی سائنسی تفسیر کے دوران، آپ عربی اصطلاحات کو ذکر کرتے ہوئے ان کے رائج انگریزی مترادفات کو بھی ذکر کرتے ہیں، جس کے باعث سائنس کے قاری کو مزید آسانی کے ساتھ قران حکیم کی تفسیر سمجھ آجاتی ہے۔ اس کی مثال ماقبل میں سورۃ البقرہ اور سورۃ الکہف کی زیر غور آیات کے تذکرہ کے موقع پر بھی گزر چکی ہے۔[50]

دیکھا جائے تو تفسیر الآیات الکونیہ کا بمشکل ہی کوئی صفحہ ایسا ہوتا ہے جہاں انگریزی مترادفات نہ لکھے ہوں۔ بعض اوقات یہ مشہور لوگوں کے نام ہوتے ہیں، بعض اوقات سائنسی اصطلاحات ہوتی ہیں، بعض اوقات یہ جگہوں اور اماکن کے نام ہوتے ہیں اور کئی مقامات پر یہ انگریزی مترادفات اعداد و شمار کے بیان میں استعمال ہوئے ہیں۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ ڈاکٹر نجار نے اپنی پوری تفسیر میں کہیں پر بھی انگریزی زبان کا کوئی پیراگراف بطور اقتباس ذکر نہیں کیا۔

خلاصہ بحث ذکر کرنے کا اسلوب

ڈاکٹر نجار قران حکیم کی موضوعی تفسیر کرتے ہوئے خلاصے کے نکات کو ترتیب وار ذکر کرتے ہیں۔ یوں انتہائی آسانی سے ان آیات میں موجود بڑے موضوعات، نہایت واضح انداز میں قاری کے سامنے آجاتے ہیں۔ مثال

کے طور پر سورۃ الانبیاء کی فتق الرتق والی آیت[51] کی تفسیر کے دوران، آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے متعلق ڈاکٹر نجار قرآن حکیم کے متفرق مقامات سے پانچ آیات ذکر کرتے ہیں اور ان کے ذیل میں ان آیات کے مفاہیم کو نو نکات کی صورت میں ترتیب وار ذکر کرتے ہیں۔[52]

تکرار ابحاث کا پہلو

قران حکیم کے مضامین میں تکرار ہونے کے باعث ڈاکٹر نجار نے اپنی تفسیر میں بھی ان سے متعلق ابحاث کو بارہا ذکر کیا ہے کئی مقامات پر آپ نے پہلے کسی آیت کے ذیل میں بیان کردہ سائنسی حقائق کو بعد میں آنے والی آیات کی تفسیر میں پھر سے ذکر کر دیا ہے، اگرچہ اس سلسلے میں اختصار و تطویل کا خیال رکھتے ہوئے آپ نے بعض جگہوں پر صرف اشارات پر بھی اکتفا کیا ہے۔

مثال کے طور پر سورۃ القیامہ کے آخر میں بیان کردہ مضامین[53]، سورۃ الانسان کے شروع میں بیان کردہ مضامین اور سورۃ المرسلات میں انسانی تخلیقی مراحل سے متعلق ذکر کردہ تفصیلات باہم ملتی جلتی ہیں اور ایک ہی جلد میں موجود مسلسل تین قرآنی سورتوں کی تفسیر میں آئی ہوئی ہیں۔

سائنسی اعداد و شمار کا تذکرہ

قران حکیم کے اعجاز علمی کے بیان میں اور مظاہر کائنات سے متعلق قرانی آیات کی تفسیر کے دوران، ڈاکٹر نجار بہت سی ایسی سائنسی تفصیلات اور اعداد و شمار کا تذکرہ کرتے ہیں جن کے باعث تفسیر کے ایسے قاری، جس کا ذوق سائنس میں بھی ہو، کے لیے سائنسی معلومات کا خزانہ بھی دستیاب ملتا ہے۔ مثال کے طور ارشاد باری تعالیٰ:

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ [54]

(اور ہم نے لوہا اتارا جس میں جنگی طاقت بھی ہے اور لوگوں کے لیے دوسرے فائدے بھی، اور یہ اس لیے تا کہ اللہ جان لے کہ کون ہے جو اس کو دیکھے بغیر اس (کے دین) کی اور اس کے پیغمبروں کی مدد کرتا ہے۔ یقین رکھو کہ اللہ بڑی قوت کا، بڑے اقتدار کا مالک ہے۔)

اس آیت کی تفسیر میں آپ نے لوہے کے منافع کا تذکرہ کرنے کے بعد زمین میں پائی جانے والی 15 دھاتوں کی تفصیل ایک گوشوارے کی صورت میں ذکر کی ہے[55]۔ اسی طرح سورۃ یاسین[56] کی آیات 38 تا 40 کی تفسیر میں آپ نے زمین اور سورج کے مابین مسافت، زمین اور چاند کے مابین مسافت، زمین کا قطر، چاند کا قطر، سورج کا قطر، ہماری کہکشاں میں موجود ستاروں اور سیاروں کی تعداد وغیرہ جیسی تفاصیل ذکر کی ہیں[57]۔

قران حکیم کے اعجاز علمی کے بیان کا پہلو

ڈاکٹر نجار قران حکیم کی ساری کی ساری آیات کو اعجاز علمی کے طور پر بیان نہیں کرتے لیکن چونکہ جدید سائنسی تحقیقات سے متعلق آپ کا مطالعہ بہت وسیع ہے اور علم الارضیات میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے، اس لیے آپ قران حکیم کے مظاہر کائنات کو بیان کرنے کے دوران قرآن حکیم کے اسلوب سے اعجاز اخباری اور اعجاز علمی کی بہت سی مثالوں اور پہلوؤں کو ذکر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ البقرہ کی مذکورہ بالا آیت[58] میں زمین کا بچھونا ہونا، آسمان کا مضبوط چھت ہونا، بارشوں کے نظام اور زمین میں سے پھلوں کو بطور رزق اگانے کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ قران کے حسن اسلوب اور اعجاز بیان کو بھی ذکر کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ قران کے اعجاز علمی کی جہت کو بھی واضح الفاظ میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومن هنا كان اخراج الثمرات من الارض من رزق الله، الذي يمتن به على عباده، ومن الشهادات الناطقه بطلاقه القدره الالهيه في ابداع الخلق وتنوعه۔ هذه الحقائق الكونيه لم يصل اليها علم الانسان الا في القرنين التاسع عشر والعشرين، وورودهما في كتاب الله المنزل من قبل أربعة عشر قرنا لمما، يقطع بانه كلام الله الخالق۔[59]

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ پھلوں کا اگانا اللہ ہی کی طرف سے رزق ہے، جس کا اللہ تعالیٰ بندوں پر احسان گنواتا ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے مخلوقات کو نئے سرے سے پیدا کرنے اور متنوع بنانے پر مکمل قدرت کی بولتی گواہیاں ہیں۔ یہ کائناتی حقائق ایسے ہیں کہ انسان کا علم ان تک انیسویں اور بیسویں صدی میں پہنچا ہے، ان حقائق کا چودہ صدیاں پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بیان ہو جانا یقینی دلیل ہے کہ یہ پیدا کرنے والے اللہ ہی کا کلام ہے۔

حاصل بحث

1. قرآن حکیم میں بیان شدہ مظاہر کائنات کی تشریح ایسا موضوع ہے جس پر بنیادی مصادرِ تفسیر میں معتدبہ تفسیری مواد ملتا ہے۔ تفسیر علمی میں لغتِ عرب اور عقل سلیم سے استدلال کر کے جدید سائنسی تحقیقات کے ذریعے آیت کے مفہوم کو بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس روش پر بھی عمومی اصولِ تفسیر کا اطلاق ہوتا ہے اور سائنسی حقائق پر مشتمل تفسیر بالرائے کی محمود اور مذموم میں درجہ بندی کی جاتی ہے۔
2. قرآن حکیم میں موجود سائنسی حقائق کا بیان بھی قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کی ایک نشانی ہے۔
3. مظاہر کائنات کی تشریح کے اسالیب مختلف ہونے کے باعث ہر زمانے کے مفسرینِ کرام کی آراء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ سائنس کی ترقی انسان کے اجتماعی شعور کی ترقی ہے اور اس کی بنیاد پر رائے کا اختلاف ہونا فطری بات ہے۔

4. قرآن حکیم میں بیان کیے گئے مظاہر کائنات کی تشریح مختلف مناہج میں کی جاتی رہی ہے اور اس پر مفسرین کی آراء مختلف رہی ہیں۔ بعض مفسرین نے محض تفسیر بالماثور پر اکتفا کیا ہے، بعض نے یقینی سائنسی حقائق کو بنیاد بنا کر سائنسی تفسیر کی ہے جب کہ بعض نے سائنسی علوم کے بتدریج ارتقاء کی بنیاد پر تفسیر کا متغیرّ اسلوب اختیار کیا ہے جو زمانے کی سائنسی ترقی اور نظریات کے ارتقاء کی وجہ سے مسلسل تغیر پذیر ہے۔
5. علماء و مفسرین کے نزدیک تفسیر علمی کے جواز وعدم جواز کی ایک بنیاد اس کی تعریف میں اختلاف بھی ہے۔ اکثر مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن حکیم پر سائنسی حقائق کو حکم بنانا اور فیصلہ کن حیثیت دینا درست نہیں۔
6. اعجاز علمی اور تفسیر علمی میں فرق ہے۔ تفسیر علمی کرتے ہوئے مفسر معانی کی مزید وضاحت کے لئے جدید سائنسی تحقیقات کو ذکر کرتا ہے جبکہ اعجاز علمی کے بیان میں پیش نظر یہ بات ہوتی ہے کہ قرآن کریم نے یہ سائنسی حقیقت آج سے صدیوں پہلے بیان کر دی تھی جب اس طرح کے سائنسی حقائق کا جاننا انسان کے بس میں بھی نہیں تھا۔
7. ڈاکٹر زغلول نجار کی قرآن حکیم کی سائنسی تفسیر سے متعلق نصف صدی سے زیادہ عرصہ کی خدمات ہیں اور آپ نے قرآن حکیم کی تفسیر کے اس پہلو پر دسیوں کتب لکھی ہیں۔ قرآن حکیم کی تفسیر علمی کے ضمن میں آپ جہاں ثابت شدہ حقائق کو ذکر کرتے ہیں وہیں صائب سائنسی نظریات کو بھی قرآنی آیت کی تشریح میں ذکر کرنا درست سمجھتے ہیں۔
8. ڈاکٹر زغلول نجار کی زیر نظر تفسیر کو منہج کے لحاظ سے مجموعی طور پر تفسیر بالرائے المحمود کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس تفسیر میں سائنسی حقائق کے بیان میں اگرچہ طوالت اختیار کی گئی ہے لیکن قرآن حکیم کو سائنس کے تابع نہیں بنایا گیا، نہ ہی قرآن کو کتاب ہدایت ہونے کے اعلی درجے سے اتار کر سائنس کی کتاب سمجھا گیا اور نہ ہی کوئی ایسی تفسیری رائے اختیار کی گئی جو قرآن وسنت اور سلف صالحین کے اقوال کے صریح معارض ہو۔
9. تفسیر کی کتاب میں تصاویر اور اشکال، جبکہ بعض تصاویر جانداروں کی بھی ہوں، کسی تفسیری کتاب کے لائق نہیں۔
10. تفسیر الآیات الکونیہ میں بعض آیات کے ضمن میں اس قدر طویل اور گہری سائنسی تفاصیل جمع کر دی گئی ہیں کہ قاری کے ذہن میں سائنس کی طرف توجہ زیادہ اور قرآن کے کتاب ہدایت ہونے کی طرف کم ذہن جاتا ہے یوں یہ تفسیر اپنے اصل موضوع سے خود ہی ہٹانے کا باعث بن جاتی ہے۔

حوالہ جات

[1] زغلول نجار، الارض فی القرآن الکریم، دار المعرفۃ، بیروت لبنان، 1424ھ، ص12

Zaghlul Najjar, Al-Ard fil-Quran al-Kareem, Dar Al-Ma'arifah, Beirut, Lebanon, 1424 AH, p. 12.

[2] زغلول نجار، تفسیر الآیاتِ الکونیۃ فی القرآن الکریم، مکتبہ الشروق الدولیۃ القاہرۃ، 2007ء، ج1، ص26

Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah fil-Quran Al-Kareem, Maktaba Al-Shorouk Al-Dawliyya, Cairo, 2007 CE, Vol. 1, p. 26.

[3] زغلول نجار تفسیر الآیات الکونیہ، ج1، ص27

Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 1, p. 27.

[4] دیکھیے: اسید الحق قادری بدایونی، قرآن کی سائنسی تفسیر، مکتبہ برکات المدینہ کراچی 2012ء، ص19

See: Asidul Haq Qadri Badaiyuni, Quran Ki Science Tafseer, Maktaba Barakat Al-Madina, Karachi, 2012 CE, p. 19.

[5] زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج1، ص27

Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 1, p. 27.

[6] طنطاوی جوہری، الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم، مطبعہ المصطفی البابی، مصر 1350ھ، ج1، ص5

Tantawi Johari, Al-Jawahir fi Tafseer Al-Quran Al-Kareem, Mustafa Al-Babi Publishing, Egypt, 1350 AH, Vol. 1, p. 5.

[7] فھد الرومی، اتجاھات التفسیر فی القرن الرابع عشر، مکتبۃ التوبۃ الریاض 1421ھ، ج2، ص549

Fahd Al-Rumi, Ittijahat Al-Tafseer fil-Qarn Al-Rabi' Ashar, Maktabat Al-Tawbah, Riyadh, 1421 AH, Vol. 2, p. 549.

[8] عادل بن علی الشدی، التفسیر العلمی للقرآن الکریم،، دار الوطن للنشر، الریاض 2010ء، ص15

Adil bin Ali Al-Shiddi, Al-Tafseer Al-Ilmi lil-Quran Al-Kareem, Dar Al-Watan Publishing, Riyadh, 2010 CE, p. 15.

ابن فارس، مقاییس اللغة، تحقیق عبد السلام ہارون، دار الجیل بیروت، 1420ھ ، ج 4، ص 232-233 و لفظه:فالاول عجز عن الشیء فهو عاجز ای ضعیف، و قولهم ان العجز نقیض الحزم فهو من هذا، ومن الباب العجوز ای المراة الشیخة۔و اما الاصل الآخر فالعجزموخر و الجمع الاعجاز، و یقولون: لاتدبروا اعجاز الامور ولت صدورها

Ibn Faris, Maqayees Al-Lughah, Edited by Abdul Salam Haroon, Dar Al-Jeel, Beirut, 1420 AH, Vol. 4, pp. 232-233.

[10] علی بن محمد الجرجانی، التعریفات، المطبعۃ الخیریہ مصر 1306ھ، ص14

Ali bin Muhammad Al-Jurjani, Al-Ta'arifaat, Al-Matba'ah Al-Khayriyyah, Egypt, 1306 AH, p. 14.

[11] مصطفی صادق الرافعی، اعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، دار الکتاب العربی بیروت 1973ء، ص139

Mustafa Sadiq Al-Rafi'i, I'jaaz Al-Quran wal-Balaghah Al-Nabawiyyah, Dar Al-Kitab Al-Arabi, Beirut, 1973 CE, p. 139.

[12] زغلول نجار، حقائق علمیۃ فی القرآن الکریم، دار المعرفۃ بیروت 2008ء، ص8

Zaghlul Najjar, Haqa'iq Ilmiyyah fil-Quran Al-Kareem, Dar Al-Ma'arifah, Beirut, 2008 CE, p. 8.

[13] القرآن، سورۃ الانعام:67

Al-Quran, Surah Al-An'am: 67.

[14] القرآن، سورۃ النمل:93

Al-Quran, Surah Al-Naml: 93.

[15] القرآن، سورۃ ص:87-88

Al-Quran, Surah Sad: 87-88.

[16] القرآن، سورۃ الشوریٰ:53

Al-Quran, Surah Ash-Shura: 53.

[17] زغلول نجار تفسیر الآیات الکونیہ، ج1، ص31

Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 1, p. 31.

[18] ایضا، ج1، ص30

Ibid.,, Vol. 1, p. 30.

[19] ایضا، ج1، ص55

Ibid., Vol. 1, p. 55.

[20] ایضا، ج1، ص39

Ibid.,, Vol. 1, p. 39

[21] ایضا، ج1، ص37

Ibid.,, Vol. 1, p. 37

[22] القرآن، سورۃ المومنون:20

Al-Quran, Surah Al-Mu'minun: 20

[23] القرآن، سورۃ الطلاق:12

Al-Quran, Surah At-Talaq: 12

[24] زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج4، ص154

Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 4, p. 154

[25] القرآن، سورۃ الصافات:11۔فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۔اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ

Al-Quran, Surah As-Saffat: 11

[26] زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج3، ص157

Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 3, p. 157

[27] القرآن، سورۃ الفاطر:27

Al-Quran, Surah Fatir: 27

[28] ایضا، ج3، ص106

Ibid., Vol. 3, p. 106

[29] القرآن، سورۃ النبا:6-7

Al-Quran, Surah An-Naba: 6-7

[30] زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج4، ص277

Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 4, p. 277

[31] القرآن، سورۃ الکہف:11. فَضَرَبْنَا عَلَى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا

Al-Quran, Surah Al-Kahf: 11

[32] زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج2، ص50

Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 2, p. 50

[33] القرآن، سورۃ البقرۃ:22

Al-Quran, Surah Al-Baqarah: 22

[34] زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج1، ص71

Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 1, p. 71

[35] ایضا، ج1، ص73۔ ان طاقتوں کو سائنس کی زبان میں درج ذیل نام دیے گئے ہیں:

Strong , Weak Nuclear Forces , Electromagnetic Forces , Gravitational Forces
Nuclear Forces
Ibid., Vol. 1, p. 73

[36] ایضا، ج1، ص70

Ibid, Vol. 1, p. 70

[37] القرآن، سورۃ الکہف:11 فَضَرَبْنَا عَلَى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا

Al-Quran, Surah Al-Kahf: 11

[38] زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج2، ص52

Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 2, p. 52

[39] Kornberg, H.. "metabolism." Encyclopedia Britannica, December 29, 2023. https://www.britannica.com/science/metabolism. Metabolism, the sum of the chemical reactions that take place within each cell of a living organism and that provide energy for vital processes and for synthesizing new organic material .

[40] دیکھیے: زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج2، ص53

See: Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 2, p. 53

[41] القرآن، سورۃ الانبیاء:30

Al-Quran, Surah Al-Anbiya: 30

[42]القرآن، سورۃ الذاریات:47

Al-Quran, Surah Adh-Dhariyat: 47

[43]زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج2، ص110

Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 2, p. 110

[44]القرآن، سورۃ الحاقہ:11

Al-Quran, Surah Al-Haaqqa: 11

[45]تفصیل کے لئے دیکھیے: زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج4، ص91-97

For details, see: Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 4, pp. 91-97

[46]القرآن، سورۃ الملک:19

Al-Quran, Surah Al-Mulk: 19

[47]زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج4، ص179

Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 4, p. 179

القرآن، سورۃ المومنون:12-14 وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ (12) ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ (13) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (14)

Al-Quran, Surah Al-Mu'minun: 12-14

[49]تفصیل کے لئے دیکھیے: ج3، ص243

For details, see: Vol. 3, p. 243

[50]سورۃ البقرۃ:30 کی تفسیر کے دوران اور سورۃ الکہف 11 کی تفسیر کے دوران یہ اصطلاحات بکثرت استعمال ہوئی ہیں۔

During the interpretation of Al-Quran, Surah Al-Baqarah: 30 and Surah Al-Kahf: 11, these terms were frequently used

[51]القرآن، سورۃ الانبیاء:30

Al-Quran, Surah Al-Anbiya: 30

[52]تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے: زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج2، ص113

For details, see: Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 2, p. 113

[53]دیکھیے: القرآن، سورۃ القیامۃ:37-40

See: Al-Quran, Surah Al-Qiyamah: 37-40 .

اور سورۃ انسان:1-2

And Al-Quran, Surah Al-Insan: 1-2 .

اور سورۃ المرسلات:20-23

And Al-Quran, Surah Al-Mursalat: 20-23 .

[54]القرآن، سورۃ الحدید:25

Al-Quran, Surah Al-Hadid: 25

[55] زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج4، ص169

Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 4, p. 169

القرآن، سورة يس: 38-40 ۔وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (38) وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ (39) لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (40)

Al-Quran, Surah Ya-Sin: 38-40

[57] تفصیل کے لئے دیکھیے: زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج3، ص133–147

For details, see: Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 3, pp. 133-147

[58] القرآن، سورۃ البقرۃ:30

Al-Quran, Surah Al-Baqarah: 30

[59] زغلول نجار، تفسیر الآیات الکونیۃ، ج1، ص77

Zaghlul Najjar, Tafseer Al-Ayat Al-Kawniyyah, Vol. 1, p. 77